۱۹۴۵ء

نظرِ ثانی: ۱۹۶۷ء

نسیمِ رحمتِ ربِّ قدیر آتی ہے   شمیمِ زلفِ علیؑ کی اسیر آتی ہے
بہارِ مدحِ جنابِ امیرؑ آتی ہے   ہوائے وادیِ خُمّ غدیر آتی ہے
نہ ہو غدیر تو حق بعدِ مصطفیٰؐ نہ ملے
خودی کے بولتے پُتلے ملیں، خدا نہ ملے

غدیر، گلشنِ دیں میں نویدِ گُل کاری   غدیر، مرکزِ اِتمامِ نعمتِ باری
غدیر، خیرِ عمل کی جہاں میں تیاری   غدیر، حقِ خلافت کی ناز برداری
غدیر، کوئی سیاسی کماں کا تیر نہیں
غدیر، مجمعِ بحرین ہے، غدیر نہیں

غدیر، اصل میں بعثت کی روح کا پیکر   غدیر، زینتِ محراب و مسجد و منبر
غدیر، مظہرِ پیغمبری برنگِ دگر   غدیر، شانِ رسالت کا آخری منظر
غدیر، ایک نئے عہد کی علامت ہے
کہ اس کے بعد رسالت نہیں، امامت ہے

غدیر، کذب کی تکذیب، صدق کی تصدیق   غدیر، امن کا ضامن، حقوق کی تحقیق
غدیر، دین کی تدوین، شوق کی تشویق   غدیر، فرق کی فارق، وفاق کی توفیق
اب اس کے بعد امامت سے کچھ مزید نہیں
اسی کے دَور میں بارہ، نئی تو عید نہیں

غدیر، نصِّ تولا کی اوّلیں تاویل   غدیر، حکمِ الٰہی کی آخری تعمیل
غدیر، کارِ نبوّت کو مژدۂ تکمیل   غدیر، امرِ خلافت کی دائمی تشکیل
غدیر، دَور ہے احمدؐ کی گرمجوشی کا
غدیر، جشن ہے حیدرؑ کی تاج پوشی کا

غدیر، ایک کسوٹی برائے شک و یقیں — غدیر، ایک نمونہ پئے زمان و زمیں
غدیر وحی کی حد، حاصلِ کتابِ مبیں — غدیر دین کا دستور، شرع کا آئیں
یہ دیکھو آیۂ محکم میں جلوہ گر ہے غدیر
اگر مگر کی حدوں سے بلند تر ہے غدیر

غدیر، عیدِ ولایت، غدیر عشقِ ولی — غدیر، سرِّ ابد کی حقیقتِ ازلی
غدیر، غیب کی شمعِ خفی کا نورِ جلی — غدیر، مُہرِ خدا و نبیؐ، بنامِ علیؑ
علیؑ کو رتبۂ عالی سے ارجمند کیا
نبیؐ کے سر کو مشیت نے سربلند کیا

غدیر، عہدِ وصایت کا نقطۂ آغاز — غدیر، بزم ہیں بندوں کی عزم بندہ نواز
غدیر، برسرِ منبر رسولؐ کی آواز — کہ اقتدار نہ ہو منتقل بصیغۂ راز
غدیر، حشر سے قرآں کا وصل ہے گویا
غدیر، نخلِ امامت کی اصل ہے گویا

غدیر، شمعِ ولایت، غدیر نورِ ولا — غدیر، آئنۂ دل پہ معرفت کی جلا
غدیر، جس سے امامت کو امتیاز ملا — غدیر، جو ہے درِ علم کو عمل کا صِلا
ازل کے حکم جو تا سیّد البشر آئے
بکھر کے جب کہ وہ سمٹے غدیر پر آئے

وہیں غدیر میں آئے پھر آدمی کے قدم — جو تھا مقامِ ظہورِ خلافتِ آدم
مُڑا ہے وقت کا رُخ اِنّی جاعِلٌ کی قسم — ملائکہ بجز ابلیس ہیں سجود کو خم
وہی قیاس کی منزل ہے، کچھ جدید نہیں
پھر آج بھی کوئی فتنہ اٹھے بعید نہیں

یہ عید وہ ہے جو تا حشر رنگ لائے گی — یہ عید گرمیِ محشر پہ حشر ڈھائے گی
یہ عید شعلۂ دوزخ کے پر جلائے گی — یہ عید دل کی لگی بے پیے بجھائے گی
یہ عید وہ ہے کہ جس میں غمِ وعید نہیں
خلیل کی یہ دعا کا اثر ہے، عید نہیں

یہ عید جائے گی محشر میں یوں، بشوکت وشاں | کہ عیدِ فطر کنیزی میں ہوگی زمزمہ خواں
لیے بہار کو نوروز پیش پیش رواں | مباہلہ جو دعاگو تو عیدِ حج قرباں
گلاب ہوگی گلوں میں تو چاند تاروں میں
دلھن بنی نظر آئے گی یہ ہزاروں میں

یہ بوستانِ ولا میں بہار کا دن ہے | پیمبری کے لیے افتخار کا دن ہے
وصایتِ شہِ دلدل سوار کا دن ہے | کہ ختمِ نعمتِ پروردگار کا دن ہے
علیؑ نے دین کو کامل کیا، کمال ہوا
نفاق وکفر کو دن دوپہر زوال ہوا

مہک اٹھا چمنِ روزگار صلِّ علیٰ | خوشی میں مست ہیں سب گلعذار صلِّ علیٰ
چٹک رہے ہیں جو گل بار بار صلِّ علیٰ | سرور کم نہیں، پڑھیے ہزار صلِّ علیٰ
ملال کیا ہے جو باغی ہیں خار کھائے ہوئے
نبیؐ تو خوش ہیں رسالت کا اجر پائے ہوئے

غدیر پر یہ صدا بار بار آتی ہے | حرم سے رحمتِ پروردگار آتی ہے
برائے سیرِ بیاباں بہار آتی ہے | سواریٔ شہِ دلدل سوار آتی ہے
خدا کے گھر سے رسولؐ قدیر آتے ہیں
امیر بن کے جنابِ امیرؑ آتے ہیں

وطن کی سمت وہ یوسف لقا شتاب پھرا | کہ جس کے دم سے زلیخا کا پھر شباب پھرا
جلو میں جن کے ہے مبیں کے وہ ماہتاب پھرا | کہ جس کے واسطے مغرب سے آفتاب پھرا
نبیؐ کے ساتھ صحابی بھی سب سفر سے پھرے
یہ گرمیاں تھیں کہ بعضے خدا کے گھر سے پھرے

رواں ہے رحمتِ رب پیشِ بانیٔ اسلام | بصد شکوہ عقب میں وصیٔ خیرِ انام
کتابِ پاک کے لب پر ہے دم بدم یہ کلام | خدا ہے پہلے، پھر اُس کا رسولؐ، پھر ہے امام
وہ اِنّما سے ہیں ثابت جو اوج پائے ہیں
جہاں کتاب میں آئے ہیں ساتھ آئے ہیں

شرف نبیؐ و علیؑ کا کتاب سے پوچھو — کتاب کیا ہے یہ فصل الخطاب سے پوچھو
رسولِؐ رب کا حشم بوتراب سے پوچھو — علیؑ کی شان رسالت مآبؐ سے پوچھو
یہی رسولؐ کے نفسِ نفیس ہیں گویا
وہ جسم ہیں تو یہ راس الرئیس ہیں گویا

فروغِ مہرِ رسالت ابوتراب سے ہے — کہ آفتاب کی قدر اُس کی آب و تاب سے ہے
یہ آب و تاب مگر اُمیؐ الخطاب سے ہے — وجود جیسے کہ تفسیر کا کتاب سے ہے
بس اتنا فرق ہے دونوں میں کبریا کی قسم
علیؑ علیؑ ہیں، نبیؐ ہیں نبیؐ، خدا کی قسم

ہیں وَالْقَمَر بھی علیؑ اور اِذَا تَلٰھَا بھی — نبیؐ کی مدح و ثنا صاد بھی ہے طٰہٰ بھی
خدا نے حسن بھی بخشا اور ان کو چاہا بھی — پھر اس پہ لطف یہ ہے چاہ کو نباہا بھی
تمام خلق میں جلوہ نمائی ان کی ہے
خدا کے سامنے کہہ دوں خدائی ان کی ہے

یہ اوج ہے نہ کسی کا نہ احتشام ایسا — سریرِ عرش پہ کرسی ملی، مقام ایسا
جو لاکلام، کلامِ خدا، کلام ایسا — درود واجبِ عینی ہے جس پہ، نام ایسا
خدا کے گھر میں اذاں دم انھی کا بھرتی ہے
نماز بھی دمِ رخصت سلام کرتی ہے

لیے یہ حرمتِ ذاتی چلے حرم سے جناب — جلال آگے تو پیچھے امامِ عرش رکاب
اِدھر اُدھر شہِ والا کے باخدا اصحاب — کہ جیسے گردِ عبادت ہجومِ اجر و ثواب
ملک ہیں چار طرف رحمتِ خدا کی طرح
رسولؐ قلب میں ہیں یادِ کبریا کی طرح

وہ حاجیوں کا ہجوم اور وہ قبلۂ ذی جاہ — ہزار ہا گلِ رنگیں بہار کے ہمراہ
پکارے خضر کہ اے دوجہاں کے پشت پناہ — ادھر بھی اک نگہِ مہر فی سبیل اللہ
ہمیں بھی اب تو لگا دیجیے ٹھکانے سے
کہ خاک چھانتے پھرتے ہیں اک زمانے سے

وہ خاص رہبرِ دیں اور ہجومِ عام ایسا
جو حق کے دین کی منزل ہر ایک گام ایسا

نقیبِ قافلہ جبریل ، احترام ایسا
نبیؐ کے بعد نبوّت نما امام ایسا

رسولؐ وہ جو امامت کا اہتمام کرے
امام وہ جو رسالت کا انتظام کرے

یہ قافلہ ہے کہ خلدِ بریں کا گلدستہ
ہر اک جمل ہے روانی میں شعرِ برجستہ

رسولِؐ پاک کے ناقے سے ہیں جو پیوستہ
ہیں سلسلے میں یہ حبل المتیں کے وابستہ

میانِ راہ یہ چرچا ہر اک دیار میں ہے
قطار بخشنے والا اسی قطار میں ہے

عیاں ہے شانِ اطاعت گزار اونٹوں کی
لیے ہوئے ہیں فرشتے مہار اونٹوں کی

نظر بلند جو ہے خاکسار اونٹوں کی
پسندِ حق ہے روش بردبار اونٹوں کی

بنی ہے راہِ خدا ان کی راہ کیا کہنا
یہ اونٹ خضرِ بیاباں ہیں واہ کیا کہنا

رواں ہیں ریت کے دریا میں صورتِ طوفاں
بجا ہے ، ان کو جو کہیے جہازِ ریگستاں

وہ پاؤں ، وہ لب و گردن و پشت وہ کوہاں
کجی پہ جن کی حسینوں کا بانکپن قرباں

نہ کجروی سے بگڑتے نہ یہ مچلتے ہیں
کہ پیش رو کے نشانِ قدم پہ چلتے ہیں

وہ ناقۂ نبویؐ سرعتوں میں رشکِ سمند
ہر ایک جوڑ میں رفرف کی روح کا پیوند

مثالِ رایتِ دینِ خدا جو سر ہے بلند
وہ حسن ہے کہ خدا کے حبیبؐ کو ہے پسند

جدھر کو پاؤں بڑھایا ، مہار لے کے چلا
قوی ہے وہ کہ نبوّت کا بار لے کے چلا

نشانِ پا جو رہِ راست کا ہیں آئینہ
رواں ہیں نقشِ قدم پر غلامِ دیرینہ

بھرا ہے گرد میں اور پھر بھی صاف ہے سینہ
یہ خاص ناقۂ صالح ، فلک شتر کینہ

طریقِ حق کو بھلا کجمدار کیا جانے
یہ چال وہ شترِ بے مہار کیا جانے

پھر اُس شُتر کے یہ مدّاح کیوں نہ گُن گائے — کہ جس کی خَلق کا آیت میں تذکرہ آئے
مجال کیا کہ ذرا پاؤں ڈگمگا جائے — نبیؐ کی ٹھوکریں کھا کر سکندری کھائے
خود اونچ نیچ کو گردن اٹھائے تکتا ہے
اُس آدمی سے یہ بہتر ہے جو بھٹکتا ہے

زہے وہ ناقۂ زیبائے ہادیِ اوّل — کہ جس کا نقشِ قدم ہے نشانِ خیرِ عمل
عقب میں اس کے جو ہے بیقرارِ عزمِ جمل — اسے ہے فکر کہ بیٹھے گا اونٹ اب کِس کل
پکارتا ہے مَلک ہر قطار کے آگے
جھکاؤ سر شہِ دلدل سوار کے آگے

رواں دَواں تھے یہ ناقے کہ وہ مقام آیا — زبانِ حق کا جہاں عرش سے کلام آیا
ملک، لیے ہوئے معبود کا پیام آیا — پیامِ ایزدِ باری مع سلام آیا
امینِ رب نے جو کُھل پڑھا اَلَمۡ نَشۡرَح
چھپا تھا رازِ امامت، ہوا الم نشرح

ندا یہ وحیِ الٰہی نے دی کہ پیغمبرؐ! — "دیا[1] نہ کیا تجھے ہم نے قرارِ قلب وجگر"
"وہ تیرا بار[2] رسالت جھکی تھی جس سے کمر[3] — اسے بھی کر دیا ہلکا وزیر اک دے کر"
"بلند ذکر[4] کو تیرے علی الدوام کیا
تری خوشی کے لیے یہ سب اہتمام کیا"

"جہاں[5] میں کلفت وراحت کا ساتھ ہے یکسر — جو غم کے بعد خوشی ہے تو شب کے بعد سحر
ہر ایک رنج کے پیچھے سرور[6] کا لشکر — ہر ایک رات کی چادر میں صبح کا بستر"
فراغِ حج سے جو پایا تو حکمِ فانصب ہے
سفر قریب ہے، منصب کی قدر نسب ہے

بس اب معانیِ "فَانۡصَبۡ[ع]" پہ غور کیجے ذرا — یہ لفظ بولتے ہیں دس مقام پر فصحا
شجر کے نصَب کا مفہوم ہے، اُسے بونا — عَلم جو نصب کیا تو کسی جگہ گاڑا
جو نصب حرب کرے جنگ کی بنا ڈالے
مرض ہو نصب کا فاعل تو وہ تھکا ڈالے

لہ اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَكَ صَدۡرَكَ ٢ہ وَوَضَعۡنَا عَنۡكَ وِزۡرَكَ الَّذِیۡ اَنۡقَضَ ظَهۡرَكَ ٣ہ وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ ٤ہ لكَ کے لِ کا ترجمہ ٥ہ فان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا ٦ہ فاذا فرغت فانصب والی ربك فارغب۔ عہ جو اصلاً بکسرِ ص ہے اور یہاں سجع کے اعتبار سے بفتح ملفوظ ہوتا ہے۔

جو نصب شر ہے تو گویا برائی ظاہر کی — جو نصب ہے "لِفلانٍ" غرض ہے کینہ وری
کیا بلند اُسے نصب کی جو شے کوئی — وہ نصب رائے ہے اِس نے اُسے صلاح جو دی
زبر لگائیں، جو نحوی کسی کو نصب کریں
پنہا دیں تاج اگر آدمی کو نصب کریں

رسولِ رب کو یہ فانصب کا حکم جب آیا — تو اُس کے بعد کہو کیا نبیؐ نے نصب کیا
نہ شر اُٹھائے، نہ گاڑے علَم نہ کچھ بویا — صلاح دی نہ کسی کو، نہ کی کسی سے دغا
سوائے نصبِ خلیفہ مراد کچھ بھی نہیں
کلامِ پاک کے حافظ کو یاد کچھ بھی نہیں

ہوا یہ حکم جو نازل نبیؐ پہ بہرِ ولی — یہ تھی مراد کہ اے واقفِ خفی و جلی
بتا چکے ہیں تمھیں ہم یہ حکمتِ ازلی — ہمارے بعد ہو تم، اور تمھارے بعد علیؑ
سخی بھی، شیر بھی، عالم بھی، خوش نژاد بھی ہے
وہ اہلبیت بھی ہے، اپنا خانہ زاد بھی ہے

علیؑ ولی بھی ہمارا ہے اور مظہر بھی — ہر اک سے اشرف و اعلیٰ بھی سب سے برتر بھی
تمھارے ہاتھ کی قوت بھی، نفس بھی سر بھی — جگر بھی، دل بھی، برادر بھی، عِلم کا در بھی
تمامِ خیر علیؑ کی سرشتِ نیک میں ہے
جبھی تو لاکھ رسولوں کا وصف ایک میں ہے

رسولؐ سُن کے پکارے کہ شکر ربِّ ہُدا — خدا کا حکم سر آنکھوں پہ اے امینِ خدا
وطن پہنچ کے کریں گے علیؑ کو تاج عطا — یہ خوف ہے کہ نہ فتنہ ہو راہ میں برپا
نفاق ہے جو نہاں مفسدوں کے سینے میں
درِ علوم کو دیں گے شرف مدینے میں

یہ عذر سنتے ہی واپس جو ہو گئے جبریل — بشوق سوئے مدینہ چلے رسولِ جلیل
بڑھا حضورؐ کا ناقہ بھی یوں بصد تعجیل — کہ جیسے جانبِ عرشِ خدا دعائے خلیل
وہ یوں چلا کہ سمٹ کر ہر اک بہار چلی
زمیں بھی چند قدم صورتِ غبار چلی

جدھر نبیؐ کی سواری میانِ راہ بڑھی — اُدھر مشیّتِ باری بعزّ و جاہ بڑھی
خدا کو یوسفِ یثرب کی اور چاہ بڑھی — وہ راہ جتنی گھٹی حق سے رسم و راہ بڑھی
قدم قدم جو رسالت غدیر پر آئی
تو وحی پھر شہِ برنا و پیر پر آئی

بیاں میں امرِ وجوبی جو لا کلام آیا — پیمبری کا جو مقصد ہے وہ پیام آیا
ولی کی شان میں نازل ہوا تمام آیا — نبیؐ کی بزم میں حُبِّ علیؑ کا جام آیا
رسولؐ بولے کہ اے جبرئیل کیا لائے
کہا کہ پھر وہی فرمانِ کبریا لائے

جو پہلے آیا تھا حق کا وہی پیام ہے آج — "وہی" سے آپ سمجھ لیجیے جو کام ہے آج
جلال و قہر میں ڈوبا ہوا کلام ہے آج — جو یہ نہ پہنچے تو پیغمبری تمام ہے آج
منافقین کے شر سے ہے کبریا حافظ
بس اب سُنائیے حکمِ خدا، خدا حافظ

مراد تھی، مرے لفظوں میں یہ، کہ خیرِ بشر — اگر سفر میں ہیں حضرت تو پھر ہے کس کا حذر
ہر ایک معرکہ سر ہے کھنچی جو تیغ دو سر — خدائی ہے جو مخالف تو ہو، خدا ہے اِدھر
محافظ آپ کے ہیں کبریا کے ہاتھ علیؑ
علیؑ کے ساتھ جو حق ہے تو حق کے ساتھ علیؑ

بجز علیؑ یہ شرف دوسروں نے پا نہ لیا — کسی کو دوش پہ یوں آپ نے چڑھا نہ لیا
کسی نے لشکرِ کفّار کو دبا نہ لیا — کسی دلیر نے خیبر کا در اُٹھا نہ لیا
علیؑ کے وار کو جن و بشر نہ روک سکے
بہت قوی مرے بازو ہیں، پر نہ روک سکے

شرف جو پائے ہیں مولا نے سب جلی وہ ہیں — جہاں کے عقدہ کشا، والی و ولی، وہ ہیں
جری، دلیر، بہادر، دھنی، بَلی وہ ہیں — فرشتہ ہو کے میں شاگرد ہوں، علیؑ وہ ہیں
علیؑ سے بڑھ کے نہیں کوئی کبریا کے لیے
علیؑ کو جلد وصی کیجیے، خدا کے لیے

یہ سُن کے ناقے سے حضرت زمین پر اترے
بسانِ آیۂ رحمت زمین پر اُترے
نبیؐ جو بہرِ ہدایت زمین پر اُترے
علیؑ بھی نور کی صورت زمین پر اُترے
نقیب بڑھ کے پکارا کہ بھائیو ٹھہرو
نبیؐ سے حکمِ خدا سُن کے جائیو، ٹھہرو

یہ حکم سُنتے ہی سب یار و آشنا ٹھہرے
تمام حاجی دیندار و باصفا ٹھہرے
نہ کیوں ٹھہرتے، کہ یہ شاہِ انبیا ٹھہرے
حضورؐ چاہیں تو چلتی ہوئی ہوا ٹھہرے
لبِ غدیر رسولؐ فلک مقام رُکے
رکی مشیتِ جاری کہ خود امام رُکے

پڑا جو عکسِ رُخِ بوتراب پانی میں
تو صاف آگئی موتی کی آب پانی میں
اُبھر اُبھر کے پکارے حباب پانی میں
اک آسماں پہ ہے اک آفتاب پانی میں
تجلیّاں جو ورودِ علیؑ سے بڑھنے لگیں
خوشی کی لہر میں موجیں درود پڑھنے لگیں

وہ رشکِ چشمۂ مہرِ منیر خُمِّ غدیر
علیؑ کی وجہ سے روشن ضمیر خُمِّ غدیر
غریقِ عشقِ جنابِ امیرؑ خُمِّ غدیر
گناہ دھونے کو آبِ کثیر خُمِّ غدیر
رسالت اور امامت کا مجمع البحرین
سمٹ کے آگئے کوزے میں جس کے کُل بحرین

اسی غدیر سے ایماں نے آبرو پائی
اسی سے چشمۂ عرفاں نے آبرو پائی
بہارِ گلشنِ رضواں نے آبرو پائی
یہاں اُترتے ہی قرآں نے آبرو پائی
ہزار بار رسولؐ قدیر پر آیا
کمال پا گیا جس دن غدیر پر آیا

نئی رَوش کا وہ صحرائے اصول کے پھول
وہ بُوٹیاں تھیں سنہری کہ تھے ببول کے پھول
وہ ایک گہنے کا گہنا تھے اور پھول کے پھول
نگاہ لڑتے ہی شیدا ہوئے رسولؐ کے پھول
رُخِ حسین کو جو بڑھ بڑھ کے چوم چوم گئے
یہ حال تھا کہ بگولے بھی جھوم جھوم گئے

طیورِ دشت کی پیاری صدائیں سن سن کے — کباب ہونے لگا مرغِ مہر بھُن بھُن کے
شجر بھی رہ گئے پیہم سر اپنا دُھن دُھن کے — یہ شعر پڑھتے تھے ناسخ کا تِنکے چُن چُن کے

"جنوں پسند ہمیں چھاؤں ہے ببولوں کی
عجب بہار ہے اِن زرد زرد پھولوں کی"

ہَوا بَدل گئی اس مرغزار کی فوراً — فلک نے جھک کے زمیں استوار کی فوراً
صبا نے جھاڑ دی چادر غبار کی فوراً — جناں سے چاندنی آئی بہار کی فوراً

زمیں جو صاف ملائک نے کی دل وجاں سے
تو حورِ عین نے سبھی کانٹے اٹھائے مژگاں سے

جو سنگ رہ گئے موسیٰ انھیں اٹھانے لگے — چھڑکنے کے لیے الیاس آب لانے لگے
خِضَر جو مخملِ زنگار گوں بچھانے لگے — خلیل گرم ہواؤں میں گُل کھلانے لگے

نسیمِ خلد جو گرمی میں بار بار آئی
علیؑ کے دَم سے بلافصل کی بہار آئی

عجب بہار ہے رند و عجیب ساقی ہے — پکارتے ہیں خدا کو، مُجیب ساقی ہے
خمارِ مکر و ریا کا رقیب ساقی ہے — چلے گا دَور کہ خم کے قریب ساقی ہے

جو ڈگمگاتے ہیں موجِ خودی میں بہ بہ کر
گریں نبیؐ کے قدم پر علیؑ علیؑ کہہ کر

دلوں میں نور ہو وہ آفتاب لا ساقی — نبیؐ کی آل کا صدقہ شتاب لا ساقی
نسیم جوش میں ہے اب گلاب لا ساقی — پیے جو غیر، پڑے منہ میں آبلا ساقی

حسابِ روزِ جزا سے امان ہو جائے
کہ غیریت کا یہیں امتحان ہو جائے

یہ رند آج جو ہُو حق مچاتے ہیں ساقی — بڑے بڑوں کے کلیجے ہلاتے ہیں ساقی
گلابی پیتے ہیں اور رنگ لاتے ہیں ساقی — ترے فقیر، کرامت دکھاتے ہیں ساقی

قدح جو پی کے علیؑ کو پکار لیتے ہیں
پری کو شیشۂ دل میں اُتار لیتے ہیں

جبیں پہ خاک ملے ہم جو آئے بیٹھے ہیں — علیؑ کے عشق میں دھونی رمائے بیٹھے ہیں
حریف بت جو بنے اور بنائے بیٹھے ہیں — نبیؐ بھی دوش کی سیڑھی لگائے بیٹھے ہیں
نثارِ نقشِ قدم! اک نگاہ کرتا جا
بضد ہے مہرِ نبوّت کہ جام بھرتا جا

پلا وہ مے جسے زاہد مچل مچل کے پئیں — چڑھے جو نشّہ تو منکے کی طرح ڈھل کے پئیں
وِلا کے رند جو تیور بدل بدل کے پئیں — جمے یہ رنگ کہ ناری بھی آج جل کے پئیں
جو اب حسد سے حریفِ شراب ہوں ساقی
خود اپنی آگ میں جل کر کباب ہوں ساقی

وہ مے پلا دے جو ہے خاص مکّی و مدنی — صلات و صوم میں پیتے ہیں جس کو پنج تنی
محمّدی، علوی، اور حسینی و حسنی — نبیؐ کے گھر کی دُلھن، کبریا کے گھر کی بنی
فلک سے صورتِ قرآں ملک کی لائی ہوئی
مثالِ تیغِ ید اللہ کھنچ کے آئی ہوئی

وہ مے، زمین پہ جو تائیدِ آسمانی ہے — وہ مے، جو خضرِ شریعت کی زندگانی ہے
وہ مے، جو شاہدِ اسلام کی جوانی ہے — وہ، جس کے سامنے کوثر بھی پانی پانی ہے
ادائے اجرِ رسالت میں صَرف ہے جس کا
مذاقِ شرع میں قرآن ظرف ہے جس کا

خدا کے گھر کی مطہر شرابِ ایمانی — حریم کعبہ میں جائز، بہ نصِّ قرآنی
وہ، جس کی مثل سے عاجز ہے سعیِ انسانی — بنائے لاکھ زمانہ، نہ بن سکے ثانی
عرب کی دھوپ میں کھنچ کر مزے پہ آئی ہوئی
غدیرِ خُم میں محمّد کی پی پلائی ہوئی

وہ مے جو محفلِ اسلام میں ہے ایمانی — زُلالِ خالص و پُر آب و تاب و نورانی
وہ، جس کے چھینٹے علاماتِ پاک دامانی — وہ، جس کا نشہ ہے حدِّ شعورِ انسانی
یہ دَور ختم ہے ساقی کے جامِ اوّل پر
کہ اِنّما نے لگا دی ہے مُہر بوتل پر

وہ مے کہ خاتمہ نعمت کا ہو چکا تو بنی   کمال دینِ محمدؐ نے پا لیا تو بنی
جو خاک چھان کے جنگل کی خُم ملا تو بنی   لبِ غدیر نیا میکدہ بنا تو بنی

رسولؐ جھوم رہے تھے پیے پلائے ہوئے
حریف تاک رہا تھا نظر چرائے ہوئے

نہاں رہی یہ کبھی قُل کفا کے پردے میں   جھلک دکھائی کبھی اِنّما کے پردے میں
کبھی رسولؐ نے پی لی عبا کے پردے میں   کبھی خدا نے پلا دی ہٹا کے پردے میں

نیا وہ دَور بھی تھا رنگ بھی نرالا تھا
مزہ تو یہ ہے کہ ساقی بھی ہم پیالا تھا

حریف کو یہی مے ہے پچھاڑنے والی   ریا و مکر کی دنیا اُجاڑنے والی
بنے ہوئے کا مقدر بگاڑنے والی   دلوں کا حال نگاہوں سے تاڑنے والی

کشش وہ ہے کہ جو روکے کوئی، لپک کے پیوں
جلے بُھنے تو میں دل پر نمک چھڑک کے پیوں

خدا کے گھر میں پیوں واں سے پھر پلٹ کے پیوں   لبِ غدیر تو خم سے لپٹ لپٹ کے پیوں
بانِ غیر نہ پی کر ہٹوں نہ ہٹ کے پیوں   نبیؐ کے ساتھ پیوں، ایک بار ڈٹ کے پیوں

نہ کیوں پیوں کہ مرا دستگیر ہے ساقی
بہت پلائے گا مجھکو امیر ہے ساقی

شراب پی ہے تو زہرہ سے کیوں بگاڑ رہے   بڑا غضب ہے جو بزمِ طرب اُجاڑ رہے
سرود و ساز سے دم بھر تو چھیڑ چھاڑ رہے   عدو سے پردۂ دینِ مبیں کی آڑ رہے

ہو وجد، ترک خودی، اور غیر حال نہ ہو
جو حال آئے تو بے شرع کوئی قال نہ ہو

ہمارے سوز سے کیوں اہلِ ساز بھنتے ہیں   مزے سے شرع کا قانون ہم تو سُنتے ہیں
نہیں یہ حال کہ سودے میں تنکے چُنتے ہیں   علی کی مدح پہ بے شک سروں کو دُھنتے ہیں

نوا و نَے سے زبان و دہن کو کام نہیں
ہمارا ساز خدا ساز ہے، حرام نہیں

وہ بزم سج گئی رندو، وہ لطف آنے لگے ہوا بہشت کی حیدرؑ کے دوست کھانے لگے
رسولِؐ پاک جو منبر نیا بنانے لگے اُٹھا اُٹھا کے کجاوے فرشتے لانے لگے
چُنا گیا تو وہ زینہ خدا پسند بنا
مثالِ ہمتِ حیدرؑ بہت بلند بنا

بچھا کے بیٹھے عباؤں کا فرش اہلِ یقیں مکیں ہوئے سرِ منبر رسولِ عرش نشیں
بُلا لیا جو خدا کے ولی کو اپنے قریں جلو میں آ گئے یٰسین کے امامِ مبیں
یہ قرب، مصحفِ رب کی نظر پہ چڑھنے لگا
تو اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِین پڑھنے لگا

پیامِ حق کا جو تھا سب کو اشتیاق کمال پڑھی رسولؐ نے حمدِ خدا بجاہ و جلال
فصاحتوں کا رواں تھا جو چشمۂ سیّال یہ رنگ تھا کہ فصیحوں کی تھیں زبانیں لال
نمک سے پُر ہے سخن شور جا بجا یہ تھا
منافقوں کے بھی سر ہل گئے مزہ یہ تھا

بصدقِ دل ہمہ تن گوش تھے جو اہلِ وفا نبیؐ نے حسبِ محل گفتگو کا رُخ بدلا
سنبھل کے بولے کہ اے پیروانِ دینِ خدا نہیں ہوں کیا میں تمھارے نفوس سے اَولیٰ
الست سن کے جو ہر سو بَلیٰ کا شور اُٹھا
سمجھنے والوں میں صلِّ علیٰ کا شور اُٹھا

نبیؐ نے اپنی ولایت کا جب لیا اقرار اسی سے مقصدِ مولا سمجھ گئے ہشیار
جھکے علیؑ کی طرف کو پھر احمدِ مختارؐ اٹھا کے پھول کو سر پر چڑھا لیا اک بار
بلند کر کے شرف کو جتا دیا گویا
قسم کے واسطے قرآں اٹھا لیا گویا

بصد وقار پکارے رسولِؐ عرش جناب یہ ابنِ عم ہے مرا، دیکھ لیں مرے اصحاب
نہ جانتے ہو تو پہچان لو اب اس کو شتاب یہ بول اٹھے تو علیؑ ہے، یہ چُپ رہے تو کتاب
مجھے تو مان چکے ہو کہ تم سے اَولیٰ ہوں
علیؑ بھی اُس کا ہے مولا میں جس کا مولیٰ ہوں

یہ کہہ کے احمدِ مختار کا وہ رُک جانا — وہ تہنیت کے لیے خاص و عام کا آنا
وہ پُرشکوہ قصیدے زبان پر لانا — اٹھا کے ہاتھ وہ بَخٍّ اُبھر کے فرمانا
جو چھپ کے قتل کو آتے رہے تھے راتوں میں
فضیلت ان سے بھی منوالی باتوں باتوں میں

ہر اک ولی نے شہِ اولیا سے بیعت کی — نبیؐ کے سامنے دستِ خدا سے بیعت کی
خلوصِ قلب سے، صدق و صفا سے بیعت کی — کسی کسی نے فریب و ریا سے بیعت کی
بنے نبیؐ کے خلیفہ جو حکمِ داور سے
نظر پہ چڑھ گئے مولیٰ اتر کے منبر سے

عبث ہے معنیِ مولیٰ میں حجت و تکرار — زبانِ اہلِ عرب میں ہیں اس کے معنی چار
برادر اور پڑوسی، غلام اور سردار — بٹھا کے دیکھ لو چاروں کو اس جگہ اک بار
کسی کو ربط نبیؐ سے نہیں ولی کے سوا
ملے گی پھول سے کس کی مہک کلی کے سوا

کہیں جو بھائی کے معنی ہنسے گا حسنِ قبول — کہ بے کہے تھے یداللہ ابنِ عمِّ رسولؐ
غلام سمجھیں نبیؐ کو تو ہوں ظلوم و جہول — جو لیں مراد پڑوسی تو بیعتیں تھیں فضول
یہاں یہ تینوں ہی بے ربط کلام مہمل ہیں
سوائے چوتھے کے باقی تمام مہمل ہیں

نہ تھی مراد جو مولا سے اس جگہ سردار — نبیؐ نے پہلے ولایت کا کیوں لیا اقرار
اگر غلامی و ہمسائیگی کا تھا اظہار — تو کیوں نفاق سے خائف تھے احمدِ مختار
اُخوّتوں کے جتانے کی تھی ضرورت کیا
بس اتنی بات پہ موقوف تھی رسالت کیا

یہ سب تو ایک طرف، راز اب سنو ازلی — جلی کٹی کی نہیں، صاف ہے جہاں پہ جلی
مراد لے کوئی مولیٰ سے عبد یا کہ ولی — جو ہیں علیؑ وہ نبیؐ ہیں، جو ہیں نبیؐ وہ علیؑ
غلام سمجھو تو احمد غلام ہیں پہلے
کہو امام تو حیدرؑ امام ہیں پہلے

کیا رسولؐ نے ظاہر جو احترامِ علیؑ — کہا ہر ایک موالی نے پی کے جامِ علیؑ
علیؑ امامِ من است و منم غلامِ علیؑ — ہزار جان گرامی فدائے نامِ علیؑ
بلند چاروں طرف تھی جو یا ولی کی صدا
فضا میں گونج رہی تھی علیؑ علیؑ کی صدا

نبیؐ نے امرِ خلافت کیا بیان جو صاف — یہیں سے پکنے لگیں کھچڑیاں علیؑ کے خلاف
وہ سب جو لائے تھے ایماں بطمعِ استخلاف — حسد کی آگ میں جلنے لگے، خطا ہو معاف
زبانیں کھل نہ سکیں رعب سے رسالت کے
نبیؐ کے اٹھتے ہی فتنے اُٹھے قیامت کے

وہ دفنِ ختمِ رُسُل سے گریز بعدِ وفات — وہ فاطمہؑ پہ یہ بندش، نہ روئیے دن رات
گلا وہ شیرِ خدا کا، وہ ریسماں ہیہات — وہ در، وہ آگ، وہ محسن کی موت کے حالات
وہ ضرب، پہلوئے بنتِ رسولؐ داور کی
وہ غسلِ میّتِ زہراؑ، وہ چیخ حیدرؑ کی

پھر اس کے بعد وہ خاموشیِ زبانِ خدا — مگر فلک سے مسلسل نزولِ رنج و بلا
وہ آلِ پاک، وہ اُمّت کے ظلم، وا اسفا — علیؑ کو تیغ کا پانی، حسنؑ کو زہرِ دغا
تباہ حال تھی عترت نبیؐ کے نائب کی
مگر حسینؑ پہ حد ہو گئی مصائب کی

غضب ہے دین کو جس ماہ سے کمال ہوا — وفورِ غم سے اسی کا قمر ہلال ہوا
چھٹے رفیق، بھتیجا بھی پائمال ہوا — نظر کے سامنے نورِ نظر حلال ہوا
ضعیف باپ سے فرزند نوجواں بچھڑا
تو ہی تھا جس سے جگر کھا کے وہ سناں بچھڑا

فدا ہم آپ کی ہمت پہ اے شہِ صفدر — جگر سے بیٹے کے خود کھینچ لی انی جھک کر
انی سے چھٹ کے شکستہ جو ہو چکی تھی کمر — اُسی کمر پہ اُٹھا لائے لاشۂ اکبرؑ
یہ دیکھ کر دلِ بیتاب کو نہ کل آئی
تڑپ کے خیمے کے در سے بہن نکل آئی

یہ سب مناظرِ جاں کاہ جھیل کر شبیرؑ قدم قدم پہ ادا کر رہے تھے شکرِ قدیر
اب ایک آ گئی وہ منزلِ نشانہ و تیر جہاں تھی باپ کی آغوش، مقتلِ بے شیر
لحد میں بندِ کفن فاطمہؑ نے چاک کیا
پسر کو باپ نے جب خود سپردِ خاک کیا

زبانِ حال میں تیغِ علیؑ نے تب یہ کہا میں صدقے، آپ نے مولا غضب کا ظلم سہا
کہ میں کمر میں رہی اور جواں کا خون بہا جواں کا ذکر تو کیا، شیر خوار بھی نہ رہا
زباں سے کیا کہوں، کچھ جائے گفتگو نہ رہی
نبیؐ کا گھر نہ رہا، میری آبرو نہ رہی

نیام ہی میں سُنا، بھائی منہ کو موڑ گئے امامِ بیکس و تنہا کا ساتھ چھوڑ گئے
دلِ شکستۂ مولا کو خوب جوڑ گئے ہجومِ غم میں بچھڑ کر، کمر بھی توڑ گئے
میں سمجھی اب مجھے شاہِ غیور کھینچیں گے
بڑا ہی داغ سہا ہے، ضرور کھینچیں گے

مگر حضور نے اس پر بھی صبر فرمایا زبانِ پاک پہ جب بَعْدَكَ الْعَفَا آیا
میں سمجھی داغِ پسر نے جگر کو تڑپایا یہ ظلم، صابر و شاکر کو غیظ میں لایا
ستم کی حد ہوئی، اب فوج کو سزا دیں گے
ابوتراب کی صورت زمیں ہلا دیں گے

یہ ظلم سہ کے بھی بگڑے نہ آپ کے تیور بجائے غیظ یہ دیکھا کہ ہے سجود میں سر
ہوا شہید جو گودی میں شیر خوار پسر ہجومِ یاس میں بس رہ گئی میں بل کھا کر
پھر آپ نے مجھے کیا سربلند فرمایا
کہ مجھ سے قبر بنانا پسند فرمایا

میں یہ تو کیا کہوں، میرا کمال دکھلا دو مگر یہ ظلم نہ دیکھوں، وہ شکل بتلا دو
علیؑ کا واسطہ مجھکو نجف میں پہنچا دو وگرنہ توڑ کے اصغرؑ کے پاس دفنا دو
میں اب جو دشت سے خیمے میں جاؤں گی مولا
رباب بی بی کو کیا منہ دکھاؤں گی مولا

یہ سن کے عزمِ حسینی نے آہ بھر کے کہا   نمودِ عصر ہے اب جنگ کا محل نہ رہا
وہ ساعت آ گئی جس کے لیے یہ ظلم سہا   نبیؐ کا دین مٹے گا جو میرا خوں نہ بہا
بس اب خدا کے لیے دل پہ جبر کر اے تیغ
مری بہن کی طرح تو بھی صبر کر اے تیغ

ابھی یہ کہہ نہ چکے تھے حسینؑ ہائے غضب   کہ مٹ گیا دلِ زہراؑ کا چین ہائے غضب
وہ روحِ فاطمہؑ کرتی ہے بین ہائے غضب   وہ نکلے قبر سے شاہِ حنین ہائے غضب
گرا فرس سے وہ صابر، جھکا وہ سجدے میں
گلے پہ تیغ چلی ، دم رکا وہ سجدے میں

جب[۵] افتخارِ رسولِ زماں شہید ہوا   پکاری ماں مرا آرامِ جاں شہید ہوا
امامِ بیکس و بے خانماں شہید ہوا   غریب ، نہر پہ تشنہ دہاں شہید ہوا
اٹھا یہ شور کہ لاشوں کو خستہ حال کرو
ہر اک شہید کی میّت کو پائمال کرو

یہ حد کی تھی جو اہانت بجبِ قول و قرار   حُرِ جری کا رسالہ بگڑ گیا اک بار
کسی نے گرز سنبھالا ، کسی نے لی تلوار   یہ رنگ دیکھ کے بولا ، یہ حاکمِ غدّار
ذرا سی بات پہ باہم نہ قیل و قال کرو
رضا نہیں ہے تو حُر کو نہ پائمال کرو

کوئی الم نہیں اے بھائیو نہ گھبراؤ   رسالہ دار کا لاشہ ادھر اٹھا لاؤ
وہ لاش اٹھا کے جو لائے تو پھر کہا جاؤ   ہر اک شہید کا لاشہ کچل کے جلد آؤ
ابھی تو جانِ پیمبرؐ کا گھر جلانا ہے
حرم کو لوٹنا ہے ، ننگے سر پھرانا ہے

یہ سن کے طرفہ تلاطم ہوا لبِ دریا   رسالۂ بنِ حجّاج نے بگڑ کے کہا
ہماری قوم سے ہے اک شہیدِ راہِ خدا   ہمارے سامنے پامال ہو وہ ماہ لقا
جو اہلِ شام نہ مانے تو شامت آئے گی
اگر ہلال کو روندا ، قیامت آئے گی

۵ یہ روایت ۱۹۳۰ء میں بمقام جانسٹھ ضلع مظفر نگر سید باقر علی خاں فہیم کی فرمائش سے کہی تھی۔

یہ بات سنتے ہی گھبرایا حاکمِ خودسر — کہا، ہلال کا لاشہ بھی جلد لاؤ اِدھر
اگرچہ دلبرِ کاہل تھا اظلم و اکفر — کہ جس کو رحم نہ آیا صغیر بچّے پر

پر اُس شقی کو بھی یہ ظلم ناگوار ہوا
حبیبِ شاہ کا حامی وہ نابکار ہوا

ہلا یہ حکم کہ اُن کی بھی لاش رَن سے اٹھاؤ — حرم کو قید بھی کرنا ہے، اب نہ دیر لگاؤ
ہر اک کو شوق سے روندو، کسی سے خوف نہ کھاؤ — پکارا شمرِ ستمگر، ابھی قدم نہ بڑھاؤ

اگرچہ قاتلِ فرزندِ شاہِ خیبر تھا
مگر وہ مادرِ عبّاسؑ کا برادر تھا

بگڑ کھڑا ہوا فوراً وہ ظالمِ غدّار — پئے حمایتِ عبّاسؑ کھینچ لی تلوار
قریبِ نہر گیا جب وہ خود سر و مکّار — جری کی لاش سے پیدا ہوئی ندا اِک بار

نہ اُٹھ سکے گا تن پاش پاش او ظالم
رہے گی نہر پہ سقّہؑ کی لاش او ظالم

تجھے قسم ہے نہ میرا خیال کر ظالم — میں شاد ہوں کہ مجھے خستہ حال کر ظالم
زمیں کو خوں سے نہ آقا کے لال کر ظالم — میں ہوں غلام، مجھے پائمال کر ظالم

اگر شقی مرے لاشے کو تو بچائے گا
بتولؑ پاک سے مجھ کو حجاب آئے گا

بچائی شمر نے جانِ شہِ حنین کی لاش — اٹھائی ایک عرب نے زہیرِ قین کی لاش
کسی نے مانگ لی بانو کے نورِ عین کی لاش — میانِ دشت فقط رہ گئی حسینؑ کی لاش

اِدھر ستم کے ارادے سے فوجِ شر نکلی
اُدھر حرم سے سکینہ برہنہ سر نکلی

پکارتی تھی وہ بیکس غریب کی جائی — کہاں ہو میرے چچا جان، میرے شیدائی
پدر کی لاش اُٹھالو کدھر گئے بھائی — یہ کہتی جانبِ حاکم جو وہ یتیم آئی

جھڑک کے بولا وہ بدعت شعار، کون ہے تو
بلک کے روتی ہے کیوں زار زار کون ہے تو

لرز کے بولی ، غریب الوطن کی جائی ہوں　　یتیم خستہ جگر ہوں ، فلک ستائی ہوں
نہ سعی اور نہ سفارش کسی کی لائی ہوں　　میں بھیک مانگنے کو تیرے پاس آئی ہوں
پڑی ہے رن میں فقط شاہِ مشرقین کی لاش
فقیر جان کے دُکھیا کو دے حسینؑ کی لاش